بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ

صدر مجلس استقبالیہ

اردو ــــ کانفرنس ــــ برہانپور

یکشنبہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۵۷ء

محمد صلاح الدین قریشی

صدر مجلس استقبالیہ انجمن ترقی اردو (ہند) برہانپور

(شیراز لیتھو پریس کھام گاؤں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم محترم ڈاکٹر زور صاحب مہمانان ذی وقار و حضار مجلس!

میں خاص تلاطم کیفیات کیساتھ انجمن ترقی اردو برہانپور کی جانب سے آپ تمام حضرات کا جو دور دراز مقامات سے سفر کی صعوبتیں اور زحمتیں گوارا فرما کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ اس قدیم تاریخی شہر برہانپور میں خیر مقدم کرتے ہوئے فخر و مسرت محسوس کر رہا ہوں۔

صوبہ مدھیہ پردیش کی بیدار بختی سے اردو کنونشن بھوپال کے صرف پانچ ہفتہ بعد اردو کے پریمیوں کا یہ دوسرا اجتماع، مدھیہ پردیش نواسیوں کی اردو زبان سے دلچسپی، عزم و حوصلہ کو ظاہر کرتا ہے جنہوں نے اردو جیسی شیریں اور عوامی زبان کو اپنے موقف تک پہنچا کر دم لینے کی ٹھان لی ہے اور اس مقصد کے حصول کیخاطر اپنی قوتوں کو وقف کر دیا ہے۔ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ برہانپور بھی اپنی مخصوص قدیم علمی، لسانی ادبی روایات کے پیش نظر آپ حضرات کے اجاگر نقوش قدم پر چلنے میں پیچھے نہیں ہے اور نہ اس جمہور پسند زبان کی حفاظت، بقاء و ترقی میں کسی ایثار و قربانی سے دریغ نہیں کریگا۔ آپ کی شرکت عزت افزائی کا موجب ہوئی اور ہمیں یقین ہے کہ ہماری یہ اردو کانفرنس آپ کی رہنمائی، ہمدردی و توجہ سے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کریگی۔

خواتین و حضرات

برہانپور کی شان قدامت سلاطین فاروقی و شاہان مغلیہ کی یادگاریں اس کی عظمت دیرینہ کا پتہ دیتی ہیں اور اسکی جدید تاریخ بھی دلچسپ اور قابل قدر ترقیات سے خالی نہیں۔ چودھویں صدی عیسوی میں آخری مرتبہ خاندیس کے شاہ نصیر الدین فاروقی نے بسایا اور اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ برہان الدین غریب قدس

سرہٗ (وفات ۱۳۳۷ء آسودہ خواب خلد آباد توابع اورنگ آباد دکن) کے نام سے معنون کرنے کی سعادت حاصل کی۔
اس نسبت نے برہانپور کو مرجع خلائق اور بزرگان دین و صوفیائے عظام کا مرکز رشد و ہدایت بنادیا۔ صاحب "خزانۂ رحمت" حضرت شیخ بہاؤالدین شاہ باجنؒ، حضرت ابوالمظفر صوفی نقشبندی المجددی قدس سرہٗ، حضرت شاہ نظام الدین بھکاریؒ، حضرت شاہ لشکر محمد عارفؒ، حضرت شاہ عیسےٰ جنداللہ، حضرت شاہ برہان الدین راز الٰہیؒ، حضرت شیخ علی متقیؒ، حضرت دوست محمد چشتیؒ، حضرت شاہ سعداللہ گلشنؒ وغیرہ ــــ بزرگوں کی زبان فیض ترجمان سے جو کلمات وقتاً فوقتاً صادر ہوئے ہیں۔ وہ ان کے ملفوظات میں محفوظ ہیں اور اس دور کے زبان کے عمدہ نمونے ہیں۔ ان بزرگوں نے اپنی تبلیغ و تصانیف کے ذریعہ اردو زبان و ادب کی نشوونما میں خاص حصہ لیا۔

حضرت شیخ بہاؤالدین باجنؒ (ولادت ۱۳۸۸ء وفات ۱۵۰۶ء) نے اپنی کتاب "خزانۂ رحمت" میں اپنے مرشد شیخ عزیزاللہ المتوکل علی اللہ قدس سرہٗ کے ملفوظات اور ارشادات جمع کئے ہیں۔ بقول صاحب تاریخ برہانپور اس زمانے کے "ہندوی کلام" کے مستند اور قدیم نمونے ہیں اور اس عہد کی زبان کے کینڈے کی نشان دہی کرتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے ؎

یوں باجن باجے رے اسرار چھاجے
منڈل من میں دھکے — رباب رنگ میں جھکے
صوفی ان پر ٹھکے
یوں باجن باجے رے اسرار چھاجے

یہ فتنی کیا کسی سے ملتی ہے — جب ملتی ہے تب چھلتی ہے
اول آن چھل بہت چھلائے — آن چوہری بہتی کمائے
آن رو کر بہت رلائے
یہ فتنی کیا کسی سے ملتی ہے
جب ملتی ہے تب چھلتی ہے

حضرت شاہ عیسٰے کی وفات پر ان کے ایک معتقد نے جو مرثیہ ہندوی زبان میں لکھا ہے اسکا فارم Form ہندی ہے۔ ایک بند سات اشعار، ایک دوہرہ اور ایک کبت پر مشتمل ہے۔ اس طرح تقریباً کل چالیس[۲] بند ہیں۔ اردو زبان کے عروض کی تنگنائے سے ہندی زبان کے شیریں اور لوچ دار الفاظ نہایت خوبی سے گذارے گئے ہیں۔ حضرت شاہ عیسٰیؒ کے مرشد حضرت شاہ محمد لشکر عارف باللہؒ کے سالانہ عرس کے سلسلہ میں جو اجتماع ہوا۔ اس کے شرکاء کا ذکر سنیئے

سب نگری کے لوگ بلائے | خاں ملوک امرا مل آئے
دانشمند اور گیانی سیانے | جن ہر کے یہ کلا پہچانے
پنڈت جوگی اور سنیاسی | صادک سد اور متھرا باسی
شیخ مشائخ صوفی صافی | جن کو بھیو نرنجن کافی
آئے کرکے یوں ہارے | سبھ ہی اب نرنجن پیلے

تاریخ شاہد ہے کہ فاروقی سلطنت کے زوال کے بعد مغل دور حکمرانی میں معاشرتی، تمدنی و ثقافتی ترقیوں سے قطع نظر خالص لسانی و ادبی ترقی اس تیز رفتاری کے ساتھ درجہ کمال و عروج کو پہونچی کہ اسی خاک پاک برہانپور نے خان خاناں اور ملک جائسی جیسے صاحب کمال شاعر و نثار پیدا کئے۔ جن کی تصانیف زبان حال سے کہہ رہی ہیں کہ مغلیہ سلطنت نے سنگ و خشت ہی تک فن تعمیر کو محدود نہیں کیا بلکہ صفحۂ قرطاس پر مرمری تاج محل سے زیادہ تابناک ادبی ایوان تیار کئے جن کے ریزہ ہائے الماس آج بھی اپنی مثال نہیں رکھتے۔

خواتین و حضرات !

اردو علم و ادب کا جو سرمایہ اس دور کا حاصل ہے اسمیں نثر و نظم کے ہر قسم کے نمونے ملتے ہیں۔ اس مجموعہ ادب میں ہاشم علی، الٰہی، کامل، یتیم احمد، ذرہ وغیرہ کے رقت آمیز مراثی اور سلام ہیں۔ ممتاز، متین، موزون اور سلیم کی مختصر مگر بلندپایہ مثنویاں ہیں۔ زانی اور افسق کے ہجویات کی تلخی اور طنز کی لطافت ہے۔ تغزل کے دلدادگان کے لئے ابدال، موزوں، متین، پروانہ، سلیم، عاشق، ممتاز، ضیاء، مراد، دبیر، امداد، حاذق اور ذرہ کے کلام کے بہترین نمونے ہیں۔ عاصی، پروانہ، ضیاء، حافظ، ذرہ، واصف وغیرہ کے یہاں تصوف اور عرفان

کاذوق رکھنے والوں کے لئے کافی مواد موجود ہے۔ وقت کی تنگی اس ادبی سرمایہ کے تفصیلی جائزے کی اجازت نہیں دیتی

مغلوں کے انحطاط کے بعد انگریزوں کے اقتدار کے زمانے میں برہانپور اور اسکے تمام شعبہ ہائے زندگی پر پژمردگی چھانے لگی (یا عائد کردیگئی) اور فرنگی حکومت کی مصلحتوں نے بزرگوں کے نیک نام کو ضائع کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ تہذیب و تمدن کی ترقی کے سوتے بند کردیے گئے۔ صنعت و حرفت کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ مگر شعر و سخن کی محفل، صاحبین کمال کی نگارشات اور نغموں سے گونجتی رہی۔ حتیٰ کہ ۱۹۲۴ء میں سید زوار حسین عالی مرحوم نے برہانپور سے اخبار "البرہان" جاری کیا جو بعد میں ان کی وفات ۱۹۵۰ء تک اکولہ (برار) سے نکلتا رہا۔ جس نے مکمل ستائیس سال اپنی بساط بھر اردو زبان و ادب اور ملک و قوم کی خدمت کی۔ اس سے زیادہ عمر آج تک صوبے کے کسی اخبار نے نہیں پائی۔ مرحوم کی ان ادبی و صحافتی خدمات کو اردو زبان کبھی فراموش نہ کرسکے گی۔

"خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را"

اسی ادبی زندگی اور سرگرمیوں کا یہ نتیجہ ہے کہ برہانپور اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں آجتک عوام بلا امتیاز مذہب و ملت اردو لکھتے پڑھتے، سمجھتے اور بولتے رہتے ہیں اور یہ زبان عوام کے زندگی کے ہر شعبہ میں رواں دواں ہے اور اسی روانی میں اس کی زندگی کا راز مضمر ہے۔

خواتین و حضرات !

زبان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا وہ عوام کے اشتراک و تعاون سے پھلتی پھولتی اور پروان چڑھتی ہے۔ "اردو" کا خمیر جمہوری ہے جسے کسی دربار اور کسی بادشاہ نے منہ نہیں لگایا یہ ایک عوامی زبان ہے اور ہم اس کے مستقبل کے بارے میں مایوس نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود اسکے اظہار میں ہمیں قطعی باک نہیں ہے کہ قومیت کے مغالطے اور فرقہ واریت کے ہوتے نے ہمیں بری طرح مرعوب کر رکھا ہے خواہ کوئی پبلک پلیٹ فارم ہو یا اسمبلی ہال ہمیں اپنے مافی الضمیر کے خلاف اپنی لسانی ضروریات اور مادری زبان کے تحفظ کے لئے ایسے الفاظ میں بھیک مانگنی پڑتی ہے جن سے ہمارے جذبات کی صحیح ترجمانی نہیں ہوتی۔ حالانکہ ایک جمہوری مملکت کے لادینی دستور میں ہمیں اظہار خیال کی پوری آزادی حاصل ہے ــــ صوبہ مدھیہ پردیش میں بالعموم اور مہاکوشل میں بالخصوص برہانپور ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں کی ہم فیصدی آبادی اردو داں ہے اور جو اردو و ادب کا قدیم مرکز ہے۔ لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ یہاں کی میونسپل کمیٹی

کی دفتری کاروائی ہندی کے ساتھ اردو میں بھی عمل میں لائی جائے۔ پرائمری مدارس سے ڈبل شفٹ کو کلیتاً برخاست کرتے ہوئے حسب ضرورت مزید اردو مدارس قائم کئے جائیں نیز مقامی گرلس انڈین مڈل اسکول کو جو نئی عمارت میں واقع ہے اردو کے انڈین انگلش مڈل اسکول میں تبدیل کیا جائے اور حسب ضرورت اردو پرائمری مدارس نسواں قائم کرکے انکے لئے علیحدہ علیحدہ صدر معلمات مقرر کیجائیں مزید براں چونکہ یہاں پرائمری معلمین کی تعداد تقریباً یکصد ہے لہٰذا برہانپور میں پرائمری معلمین اور معلمات کے لئے علیحدہ علیحدہ اردو نارمل اسکول کا قیام بھی ضروری ہے۔

حالیہ صوبائی تقسیم نے جہاں نظم ونسخ حکومت کو درہم برہم اور جدید صوبوں کی غیر معمولی وسعت نے باوجود حلقہ واری تقسیم کے حکومت کے کاروبار میں طوالت پیدا کردی ہو، وہاں انجمن ترقی اردو کا نظام جسے حکومت کی طرح نہ تو اعلیٰ تربیت یافتہ بڑی بڑی تنخواہوں کے عہدیدار میسر ہیں اور نہ کسی صوبائی یا شہری شاخ کا کوئی باقاعدہ موازنہ ہے۔ ایسی صورت میں بدنظمی کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اگر بعض اصحاب محض اپنی شخصیت کے باعث مرکز کو غلط باور کراتے ہوئے موجودہ طویل وعریض ریاستی شاخوں کی تشکیل پر مصر ہیں تو مرکز کو خود اپنے کارکنوں کی کارکردگی اور صلاحیتوں کا جائزہ لیتے ہوئے قدیم کارکنوں کے تجربوں کی روشنی میں فائدہ اٹھانا چاہئے۔

ہمارے سامنے اسوقت صوبہ بمبئی اور مدھیہ پردیش ہے جنکی وسعت ایک صوبائی شاخ کی کسی طرح متحمل نہیں ہوسکتی۔ ان صوبوں میں جس طرح حکومت نے حلقہ واری تقسیم کردی ہے ہمارے مرکز کو بھی اسکی اتباع کرتے ہوئے ان حلقوں کا مرکز سے راست اسلئے تعلق رکھنا چاہئے کہ ان حلقوں کے مسائل ایکدوسرے سے بالکل مختلف ہیں لہٰذا ان حلقوں کی ایک مشترکہ نمائندہ صوبائی جماعت اعلیٰ تشکیل دیجاسکتی ہے جو صوبائی مشترکہ امور کی تکمیل میں اپنے حلقوں کی رہنمائی و مدد کرسکے گی۔ اگر مرکز نے اس طرف فوری توجہ نہ کی اور راست حلقہ واری تنظیم کی تکمیل نہ ہوسکی تو ہمیں اندیشہ ہے کہ انجمن کی موجودہ صوبائی تنظیم اور اسکے عہدیداروں کے نام کچھ عرصہ بعد صرف کاغذوں پر باقی رہ جائیں گے۔

خواتین وحضرات!

اس کانفرنس کے انعقاد کا خیال ہماری ریاستی شاخ کے صدر محترم جناب کوثر چاندپوری صاحب کی اس تحریک سے پیدا ہوا کہ ہم اپنی مجلس عاملہ کی پہلی نشست برہانپور میں کریں لہٰذا ہم نے یہ سوچا کہ اس موقعہ سے

فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک " اردو کانفرنس" کیوں نہ کرلیجائے تاکہ ہم تحریک اردو کے رہنماؤں کی ہدایت میں ان مسائل کو حل کرلیں جو یکساں طور پر ہر جگہ الجھے ہوئے ہیں۔ جگہ جگہ کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں، اردو زبان اور ادب کے پروانے سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں، حالات کا جائزہ لیتے ہیں، مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں اور پچھلے تجربوں کی روشنی میں نئی راہیں نکالتے اور کمال سنجیدگی اور صلح پسندی سے آگے بڑھ رہے ہیں یہ سب حضرات آپکو بتلائیں گے کہ وہ مسائل کیا ہیں اور ان کے کیا حل سوچے اور بھی جاچکے ہیں اور کہاں تک یہ عقدے حل ہوچکے ہیں اسطرح ہر کانفرنس کے ساتھ مجاہدوں کا یہ قافلہ منزل مقصود کیطرف تیز گامی سے بڑھتا چلا جارہا ہے اور ارادوں کو نیتوں کی خبر تک ہونے نہیں دیتا۔

اس کانفرنس کیصدارت کے لئے کسی موزوں شخصیت کا انتخاب ایک مشکل مرحلہ تھا جسے جناب ہادی نقشبندی نے حضرت علامہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کا نام پیش فرما کر حل کردیا اور ڈاکٹر صاحب ممدوح نے بھی اپنی روایتی ذی خلقی وذی مروتی سے اپنی کثیر مصروفیتوں کے باوجود ہماری درخواست قبول فرما کر حوصلے نکالنے کا موقعہ عطا فرمایا۔

ڈاکٹر زور دکن کی ان نامور ہستیوں میں ہیں جن پر نہ صرف دکن بلکہ ہندوستان فخر کرتا ہے۔ جنوبی ہند میں آپ اردو دہندی کی پشت پناہ اور اردو زبان و ادب کے محسن اعظم ہیں۔ انہیں دکن و دکھنی زبان سے خاص لگاؤ و محبت ہے۔ صوتیات و دکھنی ادب کے ماہر، ادبی تحقیق و تدقیق کے دلدادہ، بے مثل نقاد، کئی درجن کتابوں کے مصنف ہیں۔ "ادارہ ادبیات اردو" حیدرآباد دکن کے ذریعہ جسکے خود بانی و معتمد عمومی ہیں۔ گذشتہ پچیس تیس سال سے ہماری زبان کی گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اسی ادارہ نے نہ صرف بہت بڑی تعداد میں مفید و کارآمد ادبی، علمی، تاریخی و تنقیدی کتابیں شائع کیں بلکہ مختلف ذرائع سے عام لوگوں کو اردو سکھانے اور ان میں ادبی ذوق پیدا کرنے کی سعی و کوشش کی اور کئی ہزار مطبوعات و مخطوطات جمع کرکے ایک اچھے کتب خانہ کی بنا رکھی جو ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کی ذاتی کوششوں کا ایک درخشندہ کارنامہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی عظیم صاحب اثر شخصیت کی رہنمائی و قیادت اور ناخن تدبیر سے ہماری تمام مشکلات کا حل نکل آئیگا اور یہ کانفرنس کامیاب ہوگی۔

خواتین و حضرات!

آج خوش قسمتی سے مجاہدین اردو کا یہ قافلہ ہمارے غریب دیار میں منزل کناں ہے جو ہم باشندگان

برہانپور کیلئے انکے خیالات اور ارشادات سے مستفید ہونے کا ایک عمدہ موقعہ فراہم کرتا ہے۔ اسوقت حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب، ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ۔ جناب ہادی نقشبندی، ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی، پروفیسر خواجہ حمید الدین شاہدؔ، جناب کوثر چاندپوری، پروفیسر نثار احمد قریشی، پروفیسر افتخار احمد فرؔ، پروفیسر شیخ فرید اور ایم عرفان صاحب وغیرہم رونق افروز ہیں۔ جنھوں نے ہماری دعوت پر اس کانفرنس میں شرکت فرماکر اسکی عظمت وافادیت دوبالا کردی۔ مجھے ان قائدین کی موجودگی میں مزید کچھ عرض کرنا نہیں ہے البتہ میں باشندگان برہانپور کی جانب سے بالعموم اور مجلس استقبالیہ انجمن ترقی اردو برہانپور کیجانب سے بالخصوص ان تمام بزرگان کرام اور مہمانان عظام سے اپنی میزبانی کی کوتاہیوں پر معذرت چاہتے ہوئے بصمیم قلب ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں۔

آخر میں میں اپنے رفقاء کار کی گرانقدر خدمات کو نظرانداز نہیں کرسکتا جو باوجود ناسازگاری حالات انھوں نے مقامی انجمن ترقی اردو کو نہ صرف یہ کہ زندہ و پائندہ رکھا بلکہ اردو سے متعلق تمام ضروری مسائل کو متعلقہ حکام تک پہنچاکر بڑی حد تک ان کا علاج حاصل کیا۔ مقامی انجمن کے قیام کو مشکل سے ایک سال ہوا لیکن اس مختصر عرصہ میں ہماری انجمن نے اپنی بساط سے کچھ زیادہ ہی خدمت کی ہے نیز اس کانفرنس کے انعقاد پر میں اپنے تمام شرکاء و کارکی خدمت کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان تمام کارکنان مجلس استقبالیہ اور کل ہند طبی کانفرنس کے ارباب حل و عقد کا شکرگذار ہوں جنکی امداد واعانت کے بغیر اسکی تکمیل ممکن نہ تھی۔

ناسپاسی ہوگی اگر موقعہ پر کانفرنس کی طباعت کے سلسلہ میں جناب حسن علی صاحب ناچیزؔ (مالک شیراز پریس) صدر انجمن ترقی اردو کھام گاؤں اور عطا افغانی صاحب کا ذکر نہ کروں نیز آپ سب صاحبوں کا مکرر شکریہ ادا کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں۔

(شیراز پریس کھام گاؤں)